Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 33, Sr.No.88, 2012, pp 79 - 88

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۳، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۲ء، شمارہ ۸۸

جموں و کشمیر...... تاریخ کے آئینے میں

ڈاکٹر سید علی رضا☆

Abstract:

Jammu Kashmir State is situated on the extreme north of Indo-Pakistan subcontinent with an area of 84, 471 square miles and it is surrounded by India, Pakistan, China and Afghanistan. It remained homes of different races. It has a long chain of its history traceable as far back as 4000 years B.C. Twenty-one dynasties of Hindus, Buddhists had ruled Kashmir till 14th century A.D. Then Muslims ruled over the State for 480 years. The Sikhs conquered the State in 1819 and made it a colony of theirs. The 27 years of Sikh rule followed by the 100 years of Dogra rule (1846A.D-1947A.D) were a period considered to be the biggest calamity ever to befall the people of Kashmir.

ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ ہزارہا سال پر محیط ہے۔ خطۂ ارض آج سے تقریباً دس کروڑ سال پہلے معرضِ وجود میں آیا۔ اس سے پیشتر یہ خطہ ایک وسیع و عریض سمندر کی تہہ پر مشتمل تھا۔ رفتہ رفتہ یہاں زیرِ زمین تبدیلیوں کے سبب لاکھوں سال کے مسلسل عمل سے اس سمندر کی تہہ سے پہاڑ اُبھرنا شروع ہوئے اور کوہ ہمالیہ و قراقرم کی سربفلک چوٹیاں نمودار ہونا شروع ہوئیں۔ یہی وہ قدرتی فصیلیں تھیں جنہوں نے اس خطہ کی قدرتی حد بندی کر دی اور مداخلت کاروں کی دست بُرد سے اس سرزمین کو بچائے رکھا۔ اس عظیم سرزمین پر مختلف ادوار میں مختلف اقوام نے اپنی حکومت کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

بنیاد ڈالی۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق پلٹیں تو اس خطہ دل نشین کی باقاعدہ تاریخ ہمیں تقریباً ۳۱۸۰ ق م سے ملتی ہے۔طوفانِ نوح کے بعد جو کچھ کشمیر میں رُونما ہوا ماسوائے قلیل عرصہ کے سب کچھ منکشف ہوگیا۔حکومت کشمیر کی باقاعدہ ابتداء خاندان جموں سے ہوتی ہے اور ۳۱۸۰ ق م سے ۱۳۲۴ء تک چار ہزار پانچ سو چار سال راجگان ہنود نے بڑے تزک و احتشام سے اس خطہ پر اپنا اقتدار قائم رکھا۔(۱) زمانہ قدیم سے لے کر اب تک اس سرزمین پر ناگ قوم، ہندوؤں، بدھوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور ڈوگروں نے عہد بہ عہد اپنے اقتدار کے جھنڈے گاڑھے۔ یہ ساری اقوام اپنے ساتھ اپنی اپنی تہذیبیں کو بھی لائے۔اس کے متعلق ایس۔ایم اقبال لکھتے ہیں:

> Jammu and Kashmir is the home of various races and sects whose history goes back thousand of years. Many are the strange and interesting customs and social usages prevailing among them and the detailed account of their history would fill a vacume.(2)

تاریخ پر نگاہ ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کشمیر میں آباد ہونے والی پہلی قوم ناگ تھی اور یہی ابتدائی آباد کار کہلائے۔ یہ لوگ تورانی نسل سے تھے اور سنسکرت لٹریچر میں اس قوم کو ناگ ہی کہا گیا ہے جو کوہستان قراقرم کے شمال سے آئے تھے اور نسل کے لحاظ سے وہ ہُن تھے(۳)اس بات کی تصدیق جارج ابراہیم گریرسن بھی کرتے ہیں:

> Kashmir was originally inhabited by Nagas (۴)

یہ بات واضح ہے کہ کشمیر میں جتنی بھی قومیں قدیم زمانے سے آباد چلی آئی ہیں وہ ہند میں وارد ہو کر پھر اوپر کی طرف کشمیر میں داخل ہوئیں۔(۵) غیر مسلم اقوام نے جن میں ہندو اور بدھ شامل ہیں کل تقریباً چار ہزار سال (۲۵۰۰ ق م تا ۱۳۲۴ء) تک کشمیر میں حکومت کی۔ اس دوران ۲۱ خاندان برسر اقتدار رہے۔ ہندو راجگان کے عہد میں کشمیر کم و بیش دنیا کی ایک آزاد و خود مختار مملکت رہی جو انتہائی طاقت کی حامل تھی۔(۶) اس دور میں یہ خطہ علمی، معاشی اور سفارتی لحاظ سے بہت آگے تھا، ہندوؤں کے بعد اشوک اعظم نے جو تقریباً ۲۷۳ ق م میں کشمیر کو تسخیر کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا اور اس طرح تاریخ میں پہلی مرتبہ جہاں کشمیر کو غلامی کی زنجیر میں جکڑا گیا(۷) تو

دوسری طرف اس خطہ میں نہ صرف معاشرتی انقلاب برپا ہوا بلکہ جنت نظیر کشمیر کے تعلقات عظیم ہمسایہ ملک چین سے بھی استوار ہوئے اور اس طرح چینی سیاحوں نے اس فردوس بریں کی سیر و سیاحت کی ٹھانی۔ اس کے ساتھ ساتھ کشمیری بدھ مبلغین نے بھی چین میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تحریک دی۔ انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا کے مطابق:

> In the 6th and 7th centuries, Kashmir was visited by some of the Chinese Buddhist pilgrims to India. Hs uan Tsang spent two years (631-633) in Kashmir. He entered by Baramula and left by the Pir Panjal pass. In the following century, the kings of Kashmir appear to have paid homage and tribute to China.(8)

یہ دور باقاعدہ طور پر ہندو راجہ گونند اول ۲۲۵۰ ق م سے شروع ہو کر سیاسی نشیب و فراز سے ہوتا ہو بالآخر راجہ جے سنگھ تک آن پہنچا جو ۱۱۲۸ء میں کشمیر کے تحت کا وارث بنا یہ راجہ ہندو خاندان کا آخری چشم و چراغ تھا لیکن قدرت نے اسے اتنا موقع نہ دیا کہ وہ کشمیر کے لیے بہت کچھ کر سکتا۔ مگر جتنا وقت اسے میسر ہوا، اُس نے دشمنوں کی شورشوں کا خاتمہ کیا۔ جب اس طرف سے فرصت ملی تو زندگی نے وفا نہ کی اور کشمیر میں پھر وہی سیاسی موسموں کا اُتار چڑھاؤ پنپنے لگا۔ انسائیکلو پیڈیا آف کشمیر کے مطابق:

> After his death, the history of Kashmir sinks into a long tale of court intrigue with one weak king succeeding another, untill the centuries of Hindu rule came to an end in 1323, when Renchan Shah, a Tibetan by birth and adventurer at the court, raised a successful rebellion and usurped the throne.(9)

ہندو راجہ جے سنگھ سے لے کر مسلمانوں کی حکومت کے آغاز تک جو دو سو برس کا عرصہ گزرا وہ انتہائی سیاسی اُتار چڑھاؤ پر مبنی اور شدید افراتفری و بحران کا زمانہ تھا اور اس عہد کا خاتمہ ایک نالائق اور نکمے جانشین راجہ سہہ دیو پر ہوا، جس نے اپنے دور حکومت میں ایک لداخی سردار لاہ چن نگیا لبور نچن کو پناہ دے کر جاگیر بھی عطا کی جو بعد میں اسی راجہ کی نالائقی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کشمیر کے تخت و تاج کا مالک بنا۔ لیکن اس نے بعد میں اسلام قبول کرلیا اور کشمیر کے پہلے مسلم حکمران کی حیثیت سے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔

کشمیر میں اسلام کی اشاعت کا باقاعدہ آغاز وسط ایشیا کے علماء وصوفیاء کرام کے ذریعے ہوا۔ وسط ایشیا کے پہلے مسلم بزرگ سید شرف الدینؒ عرف بلبل شاہ ہیں جو منگولوں کے حملے کے پیش نظر ایک ہزار پناہ گزینوں کے ساتھ ترکستان سے کشمیر وارد ہوئے۔ اُس وقت کشمیر پر ہندو خاندان کا راجہ سہہ دیو حکمران تھا۔ اُس نے بلبل شاہؒ کو خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھیوں کو جاگیریں بھی عطا کیں۔ جی ایم ڈی صوفی لکھتے ہیں:

Bulbul Shah is stated to have visited Kashmir first in the time of Raja Sahadeva, the predecessor of Renchan.(10)

لاچن نگیا لبورنچن اسی بزرگ کے ہاتھوں اسلام لایا اور اپنا نام بدل کر صدرالدین رکھا۔ اس کے اسلام قبول کرتے ہی ہزاروں لوگوں نے اسلام کو لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس طرح کشمیر میں بلبل شاہؒ کی تعلیمات کی بدولت اسلام باقاعدہ طور پر متعارف ہوا جو آگے چل کر کشمیری لوگوں اور کشمیر کے لیے ترقی کا باعث بنا۔(۱۱) بعد میں ایران سے شاہ سادات امیر کبیر سیّد علی ہمدانیؒ بھی کشمیر تشریف لائے اور حلقہ اسلام کو وسعت بخشی۔ رنچن کے دورِ حکومت میں کشمیر کے حالات کافی بہتر ہوئے مگر اس کی وفات کے بعد ملک کی حالت ابتری کی طرف مائل ہونا شروع ہوگئی۔ اس کی وفات کے بعد ملکہ کوٹا رانی نے جو ہندو خاندان سے تعلق رکھتی تھی دوبارہ ہندوانہ انداز میں ملک کی بھاگ ڈور سنبھالی۔ اس دور میں طوائف الملوکی عام ہوگئی جو صدرالدین عرف رنچن کی قائم کردہ اسلامی سلطنت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوئی۔ اسی دوران کشمیر پر بیرونی حملہ آور وارد ہوئے مگر پسپا فتح یاب نہ ہوئے۔ رنچن کی وفات کے بعد کوٹا رانی نے اپنے پہلے خاوند سہہ دیو کے بھائی ادیان دیو سے دوبارہ شادی رچالی اس کے بطن سے صدرالدین (رنچن شاہ) کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حیدر تھا جو اس وقت کم سن تھا۔ اس بارے میں پریم ناتھ بزاز لکھتے ہیں:

Sultan Sadar-ud-Din died in 1322 A.D leaving behind him his widow and a son Haider. Now a significant event occured in the history of Kashmir. Kota Rani did not allow Haider to be proclaimed the successor to Sadar-ud-Din. She married Udyanadeva and made him the King. Thus Islam suffered a reverse and the Hindus regained the sovereignty over Kashmir.(12)

یہ انتہائی سیاسی چپقلش کا دور تھا مگر ان حالات سے کوٹا رانی کے سپہ سالار شاہ میر نے جو سوات کے ایک مسلم گھرانے کا سپوت تھا، فائدہ اُٹھایا اور بالاخر سلطان شمس الدین کے نام سے کشمیر کا پہلا باقاعدہ مسلم حکمران بنا۔ اس سلسلہ میں جے۔این گنہار لکھتے ہیں:

شاہ میر چھُ ۱۳۳۹ء منز کشیر ہندس تختس پیٹھ بیہان تہ اَتی پیٹھ چُھ کشیر منز مسلمان راجک دُسلابہ سپدان (۱۳)

یعنی شاہ میر ۱۳۳۹ء میں کشمیر کے تخت پر بیٹھتا ہے اور اس طرح کشمیر میں مسلمان راجا کا ابتدائی دور شروع ہوتا ہے۔

اگرچہ شاہ میر (سلطان شمس الدین) کا دورِ حکومت بہت ہی مختصر رہا مگر اُس کی آمد نے کشمیر کے زخمی وجود پر ایک مرہم کا کام کیا۔ مگر جانے سے پہلے اس نے ایک یادگار کام یہ کیا کہ کشمیری اسلامی کیلنڈر ترتیب دیا جو تقریباً ۳۰۰ سال تک رائج رہا۔ (۱۴) سلطان شمس الدین قلیل عرصہ حکومت کرنے کے بعد اس جہاں سے کوچ کر گیا مگر اس کی نسل سے گوہر نایاب کی مانند جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عسکری، تعلیمی، زراعتی، حرفی، معاشی اور دیگر میدانوں میں ترقی کی منازل طے کیں۔ ان جانشینوں میں سلطان شہاب الدین اور سلطان زین العابدین بڈشاہ خاصی اہمیت کے حامل ٹھہرے۔ شاہ میر کے ان جانشینوں کے دورِ حکومت کے بعد کا دور دراصل شاہ میری خاندان کے انحطاط کا دور ٹھہرا جب چکوں کو ایک طشتری میں کشمیر جنت نظیر سجا کر تھما دیا گیا۔

یوں شاہ میری خاندان کے بعد کشمیر چکوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ چک بھی مذہبی اعتبار سے مسلمان تھے۔ اس خاندان کے تقریباً آٹھ حکمران لگ بھگ ۳۱ برس تک کشمیر کے مالک و مختار رہے۔ اس خاندان کا جدِامجد لنکر چک نامی شخص تھا جو ہندو راجہ سہہ دیو کے زمانہ میں دردستان سے آیا تھا۔

چکوں کے ۳۱ سالہ دورِ حکومت میں کشمیر اگرچہ تعمیر و ترقی کی منازل تو طے نہ کر سکا البتہ دفاعی اعتبار سے مضبوطی کا حامل ضرور رہا۔ المختصر یہ کہ چکوں کے بعد ۱۵۸۶ء میں مغل بادشاہ اکبر کشمیر کے مقامی لوگوں کی مدد و اعانت کے ساتھ کشمیر کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس طرح کشمیری قوم دوسری مرتبہ غلامی کی دلدل میں پھنس گئی اور آزاد ملک ہونے کی حیثیت گنوا بیٹھی۔ اکبر کے تخت پر براجمان ہوتے ہی کشمیر کو مغل سلطنت کا ایک صوبہ بنا دیا گیا۔ مغلوں نے زراعت اور صنعت و حرفت کے شعبوں کو خوب ترقی دی اور سڑکوں کی بحالی، عمارتوں کی تعمیر و تزئین کے ساتھ ساتھ باغات

لگوائے اور مساجد بھی بنوائیں۔ جس کے آثار آج بھی کشمیر کے مضافات میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔(۱۵) مغلوں نے علم و ادب اور شعر وسخن کے میدان میں بھی عروج حاصل کیا اور علم و ادب کی ترقی کے لیے مدارس کا جال بچھایا۔ مغلوں نے کشمیر پر تقریباً ۱۶۶ سال حکمرانی کی۔ اگرچہ مغل غلامی کا طوق کشمیریوں کے گلے میں پہنا چکے تھے مگر اس دور میں کشمیر خوشحال بھی رہا۔ اکبر سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر تک کے عرصہ حکومت میں جہاں ہر میدان میں ترقی کی وہاں کشمیریوں کو بزدل سُست اور کاہل بنانے میں بھی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی گئی۔ ایک مرتبہ پھر کشمیر کے مقامی سرداروں کے ایک ٹولہ نے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں کابل جا کر افغان احمد شاہ ابدالی کو کشمیر پر حملہ کی دعوت دی۔ بالآخر ۱۷۵۲ء میں کشمیر کابل کی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور باقاعدہ طور پر افغانوں نے اس خطہ جنت نظیر کی عنان حکومت سنبھالی۔ افغانوں کا دورِ حکومت کشمیر میں ۶۷ سالوں پر محیط ہے۔ یہ افراتفری کا دور تھا جس میں ہندوؤں کو رشوت اور مسلمانوں کو بیگار پر لگوا دیا گیا۔ ان ۶۷ سالوں میں افغان بادشاہوں کی طرف سے ۲۴ صوبہ دار یکے بعد دیگرے مقرر کیے گئے۔(۱۶) اس عہد میں کشمیر فرقہ پرستی کی آگ میں جلتا رہا اور کشمیریوں پر معاشی بدحالی بدستور قائم رہی۔ جاتے جاتے اِس افغان قوم کے ایک گورنر عطا محمد خان نے حضرت شیخ نورالدین رشیؒ مسلم صوفی بزرگ کے نام کا ایک سکّہ ان کے احترام میں جاری کر دیا جو اس سے پہلے کسی حکمران نے نہیں کیا تھا۔(۱۷) افغانوں کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے زیادہ عرصہ تک یہ قوم کشمیر پر حکمرانی کے قابل نہ رہی۔ رنجیت سنگھ نے انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں پنجاب میں ایک مضبوط سلطنت قائم کر کے کشمیر کو بھی اس میں ملانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر وہ کشمیر کو کابل سے کاٹ کر سلطنت لاہور میں شامل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس طرح ۱۸۱۹ء میں یہ ریاست سکھوں کے قبضہ میں چلی گئی اور غلامی کا یہ دور ۱۸۴۶ء تک رہا۔ رنجیت سنگھ نے کشمیر کی فتح کی خوشخبری سنی تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے اپنے نومولود بیٹے کا نام کشمیرا سنگھ رکھ ڈالا۔(۱۸) سکھ عہد حکومت میں کشمیر پر تقریباً دس گورنروں نے حکومت کی جن میں سے پانچ ہندو، تین سکھ اور دو مسلمان تھے۔(۱۹)

یہ دور بھی کشمیریوں کے لیے ایک سانحہ عظیم ثابت ہوا جس میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو سلب کر لیا گیا، مساجد کو مقفل کرا دیا گیا، اذان دینے پر پابندی عائد کر دی گئی، گاؤکشی کی سزا موت ٹھہرائی گئی اور کئی مسلمان گھرانوں کے چشم و چراغ کو گاؤکشی کی پاداش میں زندہ جلا دیا گیا۔ اس کے متعلق جی ایم ڈی صوفی یوں لکھتے ہیں:

In the time of Dewan Moti Ram (The Sikh Governer), the Jamia Masjid of Srinagar was closed to public prayers. Cow slaughter prevalent for centuries, was declared a crime punishable by death and Muslims were actually hanged, dragged through the city of Srinagar and even burnt alive for having slain cattle.(20)

اِس دور میں نہ صرف کشمیری لوگوں کی مذہبی آزادی سلب کی گئی بلکہ ان کا معاشی، سیاسی و سماجی استحصال بھی کیا گیا مگر کچھ گورنروں نے اپنے عہد میں مثبت رویّوں کو بروئے کار لا کر عوام کی فلاح و بہبود کے امور بھی انجام دیئے۔ ان میں کرنل میہان سنگھ نسبتاً دوسرے غیر مسلم گورنروں سے بہتر تھا جس نے تمام جابرانہ اقدامات منسوخ کیے اور تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا اور مسلمانوں کے حقوق دوبارہ بحال کیے۔ ۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد سکھوں کا شیرازہ بکھر گیا اور کشمیر کا معاشی نظام مفلوج اور ملکی خزانہ خالی ہو گیا۔ ایسی حالت میں کوئی بھی فوج یا حکمران اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ بھرپور انداز میں اپنا دفاع ممکن بنا سکے، مگر رنجیت سنگھ کی موت کے بعد ایسی غلطیاں کی گئیں اور سکھوں نے ستلج پار انگریز علاقوں پر چڑھائی کر دی نتیجتاً شکست سے دوچار ہوئے۔ گلاب سنگھ جو سکھ عہد میں ایک نامور انتظامی کارندہ تھا، نے حالات کو بھانپ کر موقع سے فائدہ اُٹھایا اور انگریزوں کے ساتھ صلح کی بات چیت کے سلسلے کو آگے بڑھایا اس طرح ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کو باقاعدہ طور پر انگریزوں اور ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ نے ایک معائدہ، جسے تاریخ میں معاہدہ امرتسر کے نام سے جانا جاتا ہے، کر کے ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکہ رائج الوقت کے عوض کشمیر کو انگریزوں سے خرید لیا۔ اس طرح سکھ حکومت کا ۲۷ سالہ دور بالآخر اختتام پذیر ہوا۔ کشمیر ڈوگروں کی ملکیت میں آ گیا۔

۱۸۴۶ء میں انگریزوں اور ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے درمیان ہونے والے معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر ڈوگروں جو جموں کے مقامی تھے کی ملکیت ٹھہرا۔ ۱۸۴۶ء سے باقاعدہ طور پر گلاب سنگھ کشمیر کا مہاراجہ بنا اور کشمیری سکھوں کی غلامی سے نکل کر گلاب سنگھ اور اس کے جانشینوں کے رحم و کرم پر آ گئے۔ یہ دور ۱۸۴۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک رہا اور اس دوران گلاب سنگھ سمیت چار ڈوگرہ راجاؤں نے کشمیر پر حکومت کی۔ اس عہد میں بھی مسلمانوں کو تقریباً ہر سطح پر نظر انداز کیا گیا۔ سکھ عہد میں مسلمانوں پر لگائی گئی پابندیوں کا دوبارہ اطلاق یقینی بنایا گیا اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ اس طرح ریاست غیر ملکی حکمرانی سے نکل کر ایک مقامی جاگیردار کی شخصی اور مطلق العنان حکمرانی میں آ گئی۔ (۲۱) ڈوگرہ حکمرانوں نے کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ زرِ خرید غلاموں جیسا سلوک کیا۔ یہ ایک بدترین دور ثابت ہوا جس میں کشمیری قوم کے ساتھ خاص طور پر مسلمانوں کو جس طرح تشدد

کا نشانہ بنایا گیا، اس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ ڈوگرہ عہد میں ۲۸ وزراء اعظم گزرے جن میں سے کوئی بھی مسلمان نہ تھا جب کہ ریاست کی ۸۵ فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ تمام اعلیٰ عہدوں پر ڈوگرہ راجپوت اور کشمیری پنڈت قابض رہے۔ مسلمانوں کو کم تر سمجھا جاتا اور ان سے کم تر درجے والے کام کروائے جاتے۔ اس دور میں مسلمانوں کو تقریباً ہر لحاظ سے پرلے درجے کی قوم کے طور پر معاشرے میں متعارف کروانے کا عمل عروج پکڑنے لگا اور پوری ایک صدی ظلم و ستم کا بازار گرم رہا۔ اس بارے میں ایس۔ کے شرما اور ایس۔ آر بخشی لکھتے ہیں:

> Dogra rule lasted almost one hundred years in Kashmir. During one century, atrocities were put on Kashmiris.(22)

اسی طرح جہاں ڈوگروں نے ظلم و ستم کا بازار گرم رکھا وہاں کچھ مثبت اصلاحات بھی عمل میں آئیں جس کی تصدیق ایس۔ کے شرما اور ایس آر بخشی اس طرح کرتے ہیں:

> A number of positive reforms were also introduced in Jammu and Kashmir (during dogra period) which kept the State on the way of progress and development.(23)

ڈوگرہ حکمران کشمیر میں طرح طرح کی شورشوں اور تشدد آمیز کارروائیوں سے مسلمانانِ کشمیر کو اذیت دیتے رہے۔ چونکہ ریاست کے حریت پسند مسلمانوں نے جن کی آبادی اکثریت میں تھی، اس متشددانہ نظام کو دلی طور پر قبول نہیں کیا تھا چنانچہ تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی چنگاری کشمیری مسلمانوں کے دلوں میں بھڑکی اور گزرتا ہوا وقت اس چنگاری کو ہوا دیتا رہا۔ یوں یہ سُلگتی ہوئی چنگاری بالآخر ۱۹۴۷ء میں شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔ اس طرح ایک طرف تو کشمیریوں کو ڈوگرہ راج سے چھٹکارا ملا دوسری طرف اس ۸۴،۴۷۱ مربع میل پر مشتمل ریاست کا بٹوارہ عمل میں آیا۔ افسوس کہ اس بھیانک عمل میں کشمیریوں کو نظر انداز کر کے ان کی خواہشات کے برعکس اس جنت نظیر سرزمین کو آزاد جموں و کشمیر اور بھارتی زیرِ انتظام کشمیر کا نام دے کر اس کی مروّجہ حیثیت کو مفلوج کر دیا گیا اور یوں تاریخ میں ایک اور سیاہ ترین باب کا اضافہ ہوا، جس کی سلسلہ وار یادداشتیں آج بھی اپنے اثرات اس خطہ زمین اور وہاں کے لوگوں پر مرتب کر رہی ہیں۔

☆☆☆☆

حواشی

(۱) فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ، ویری ناگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر ۱۹۹۱ء، ص ۲۲

(2) Iqbal, S.M, The Culture of Kashmir, Wahid Publishers, Karachi. 1991, p .08

(۳) شجاع ناموس، ڈاکٹر، گلگت اور شینا زبان، اردو اکادمی بہاولپور، ۱۹۶۱ء، ص ۲۲

(3) Grierson, George Abraham, The PPisaca Languages of North Westrsn India, Government Printing Press, India (Calcutta) 1906,p.2

(۵) بخاری، ایس۔ ایم، ڈاکٹر، کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ، مرکزی اردو بورڈ، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۲۱

(۶) خان، ایم، اے، کشمیر تاریخ کے آئینے میں، لالہ زار پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۸۶ء، ص ۲۱

(۷) بزاز، پریم ناتھ، تحریک جدوجہد آزادی کشمیر کی تاریخ، مترجم عبدالمجید نظامی، ویرگ پبلشرز، میر پور، آزاد کشمیر، ۱۹۸۶ء، ص ۳۱

(8) The Encyclopedadia of Britanica, Vol-13, Encyclopaedia Britanica Company Ltd. London, 1929, page, 290

(9) The Encylopaedia of Kashmir, Vol-I, Anmol Publications Pvt.Ltd. New Delhi, 1995, page-15.

(10) Sufi, G.M.D, Kasheer, Vol-I, Punjab University Press, Lahore. 19948, page 81.

(۱۱) صدیقی، محمد عبداللہ، تاریخ کشمیر، ایورنیو بک پیلس، لاہور، س ن، ص ۳۳

(12) Bazaz, Prem Nath, The History of Struggle for Freedom in Kashmir, Kashmir Publishing Co. New Delhi, 1954. page. 46

(۱۳) گنہار، این، کشیر منز بدھ مت، کاشر ڈپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۴۷

(۱۴) عبدالغنی اصغر، ملک، ڈاکٹر، کشمیر کا عروج وزوال، ہمالیہ پبلشرز انٹرنیشنل، کراچی، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۷

(۱۵) مینن، وی پی، رائے بہادر، کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی، کتاب منزل، کشمیری بازار لاہور، ۱۹۶۰ء ص ۲۰۷

(۱۶) فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرس تاجران کتب، ظفر منزل، لاہور، ۱۹۳۶ء، ص ۶۳۹

(۱۷) گمی، سلیم خان، کشمیر میں اشاعت اسلام، یونیورسل بکس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۱۱۴

(۱۸) کنہالال، تاریخ پنجاب، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۲۸۰

(۱۹) فوق، محمد الدین، مکمل تاریخ کشمیر، ظفر برادرس، تاجران کتب، لاہور ۱۹۳۶ء، ص ۷۰۵

(20)Sufi, G.M.D. Kasheer, Vol-II, Punjab University Press. Lahore. 1949, p 726

(۲۱) میر، جی۔ایم، کشمیری قوم اپنی منزل کی تلاش میں، مکتبہ رضوان، میرپور، آزاد کشمیر، ۲۰۰۱ء، ص ۵۵

(22) Sharma, S.K Bakshi, S.R, Kashmir During British Rule, Anmol Publications, New Delhi, 1995, page 259.

(23) Ibid, Page 259.